40210 ـ صرف تجارت کے لیے قیمتی پتھروں میں زکاۃ ہو گی وگرنہ نہیں

سوال

قیمتی پتھروں مثلا الماس وغیرہ کی زکاۃ کی مقدار کیا ہے، حالانکہ یہ سونا نہیں ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

الحمد للہ :

جمہور علماء کرام کے نزدیك قمیتی پتھروں میں زکاۃ نہیں ہے، لیکن اگر یہ پتھر بطور تجارت رکھے جائیں تو ان میں زکاۃ ہو گی، جمہور علماء کے ہاں سونے اور چاندی کے علاوہ زکاۃ نہیں.

امام مالك رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

جواہرات اور لؤلؤ اور عنبر میں زکاۃ نہیں ہے. اھـ

دیکھیں: المدونۃ (1 / 34).

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کتاب الام میں کہتے ہیں:

" عورتیں جو زیور استعمال کرتی ہیں، یا انہیں جمع کرتی ہیں، یا مرد جو لؤلؤ اور زبرجد اور مرجان اور سمندر کا زیور وغیرہ رکھتے ہیں ان میں زکاۃ نہیں، اور صرف سونا اور چاندی میں زکاۃ ہے. اھـ

سمندر کا زیور ہر وہ چیز ہے جو سمندر سے نکلے، اور ورق چاندی کو کہتے ہیں.

امام نووی رحمہ اللہ تعالی " المجموع " میں کہتے ہیں:

" سونےاور چاندی کے جواہرات کے علاوہ کسی میں زکاۃ نہیں، مثلا یاقوت، فیروزج، مرجان، زمرد، زبرجد، لوہا، تانبا، اور شیشہ، چاہے اسے بہت اچھے طریقہ سے بنایا جائے، اور اس کی قیمت کتنی بھی زیادہ ہو جائے، اور کستوری

اور عنبر میں بھی زکاۃ نہیں ہے.

ہمارے ہاں اس میں کوئی بھی اختلاف نہیں ہے، اور سلف وغیرہ میں سے جمہور علماء کرام کا بھی یہی کہنا ہے، اور ابن منذر وغیرہ نے حسن بصری اور عمر بن عبد العزیز اور امام زھری اور ابو یوسف اور اسحاق بن راہویہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا قول ہے:

" عنبر میں خمس واجب ہو گی.

زہری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: اور اسی طرح لؤلؤ بھی، اور ہمارے اصحاب نے عبد اللہ بن حسن عنبری سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

مچھلی کے علاوہ سمندر سے نکلنے والی ہر چیز میں خمس واجب ہے، اور عنبری وغیرہ نے امام احمد سے دو روایتیں بیان کی ہیں:

پہلی روایت جمہور کے مذہب جیسی ہے.

اور دوسری روایت یہ ہے کہ: انہوں نے جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے جب وہ نصاب کی قیمت کو پہنچے تو اس میں زکاۃ واجب کی ہے، حتی کہ مچھلی میں بھی. ہماری دلیل یہ ہے:

1 ـ اصل میں زکاۃ نہیں ہے، لیکن اس میں زکاۃ ہو گی جس کے بارہ میں شریعت سے زکاۃ ثابت ہے.

2 ـ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

" عنبر میں زکاۃ نہیں، یہ تو ایسی چیز ہے جسے سمندر نے باہر پھینك دیا ہے"

یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ مسئلہ کی دلیل میں معتمد ہے، اور جو حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

" پتھر میں زکاۃ نہیں "

یہ بہت ہی زیادہ ضعیف ہے، اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور اس کے ضعف کو بھی بیان کیا ہے. اھ

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے دریافت کیا گیا:

اس وقت بہت سے مجوہرات مارکیٹ میں تیار ہو رہے ہیں مثلا الماس اور پلاٹین وغیرہ جو بطور زیور استعمال ہوتے ہیں، تو کیا اس میں زکاۃ ہے؟

اور اگر یہ استعمال اور بطور زینت برتنوں کی شکل میں ہوں، ہمیں تفصیل مہیا کریں، اللہ تعالی آپ کو اجرعظیم عطا فرمائے.

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

اگر تو یہ سونے اور چاندی سے تیار کردہ ہیں تو ان میں نصاب مکمل ہونے اور سال پورا ہونے کے بعد زکاۃ واجب ہے، چاہے یہ پہننے کے لیے ہو یا عاریتا ہو، علماء کرام کا یہ صحیح قول یہی ہے، کیونکہ اس میں صحیح احادیث وارد ہیں.

لیکن اگر یہ سونے اور چاندی سے تیار کردہ نہیں بلکہ الماس اور عقیق وغیرہ سے تیار کردہ ہیں تو اس میں زکاۃ نہیں ہے، لیکن اگر یہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر یہ تجارتی سامان میں شامل ہونگے اور دوسرے تجارتی سامان کی طرح اس میں بھی زکاۃ واجب ہو گی.

سونے اور چاندی کے برتن رکھنے جائز نہیں ہیں، چاہے وہ بطور زینت اور زیبائش ہی رکھے ہوں، کیونکہ انہیں رکھنا کھانے پینے میں استعمال کرنے کا وسیلہ ہے، اور صحیح حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیئو، اور اس کی پلیٹوں میں نہ کھاؤ کیونکہ یہ دنیا میں ان (یعنی کفار) کے لیے ہیں، اور آخرت میں تمہارے لیے"

صحیح بخاری اور صحیح مسلم.

اور جو شخص بھی ایسے برتن رکھے اس پر توبہ کے ساتھ ساتھ ان برتنوں کی زکاۃ بھی ہے، اور اسے چاہیے کہ وہ انہیں دوسرے ایسے برتنوں سے تبدیل کر لے جو اس سے مشابہ نہ ہوں، مثلا زیورات وغیرہ بنا لے. اھ

مجموع فتاوی ابن باز (14 / 121).

اور ايك دوسرى جگہ پر كہتے ہيں:

سونے كے علاوہ دوسرے جواہرات مثلا الماس ميں زكاۃ نہيں ہے، ليكن اگر وہ تجارتى بنياد پر ركھے جائيں تو اس ميں زكاۃ ہو گى. اھـ

ديكھيں: مجموع فتاوى ابن باز (14 / 124).

فضيلۃ الشيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالى سے دريافت كيا گيا:

الماس وغيرہ كے جواہرات ركھنے كا حكم كيا ہے ؟

اور كيا اس ميں زكاۃ واجب ہوتى ہے ؟

اور كيا الماس كو سونے اور چاندى كا حكم ديا جائے گا ؟

شيخ رحمہ اللہ تعالى كا جواب تھا:

استعمال كے ليے جواہرات ايك شرط كے ساتھ ركھنے جائز ہيں، كہ وہ اسراف اور فضول خرچى كى حد تك نہ پہنچيں، اور اگر وہ فضول خرچى اور اسراف كى حد تك پہنچ جائيں تو اسراف كى حرمت كے عمومى قاعدہ كے تحت ممنوع ہونگے، جو كہ حد سے تجاوز ہے، كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور تم اسراف و فضول خرچى نہ كرو يقينا اللہ تعالى اسراف اور فضول خرچى پسند نہيں فرماتا الانعام (141).

اور جب يہ الماس وغيرہ كے جواہرات اسراف كى حد تك نہ جائيں تو يہ جائز ہيں، اس كى دليل مندرجہ ذيل فرمان بارى تعالى كا عموم ہے.

فرمان بارى تعالى ہے:

وہى ہے جس نے زمين ميں جو كچھ ہے وہ تمہارے ليے پيدا فرمايا ہے البقرۃ (29).

اور اس ميں زكاۃ نہيں ليكن جب وہ تجارت كے ليے ہوں تو پھر اس ميں زكاۃ ہو گى، كيونكہ اس وقت يہ سارى تجارتى اموال كى طرح ہونگے. اھـ

دیکھیں: فتاوی الزکاۃ صفحہ نمبر (97).

واللہ اعلم .